SHEHRI
برائے بہتر ماحول

شہری

جنوری ۱۹۹۳ء

اس میں کوئی شک نہیں کہ شہریوں کا ایک چھوٹا سا گروہ جو شعور رکھتا ہو' وہ یقیناً دنیا کو بدل سکتا ہے......مارگریٹ میڈ

اندر کے صفحات میں

- صنعتی آلودگی : شہری کی رپورٹ
- پیرا لیگل ٹریننگ
- سی گراس لیڈی
- شہری نیوز
- حیاتیاتی تنوع
- ایک اچھی مثال

کراچی کے سمندری ماحول میں آلودگی
شہری کی رپورٹ

تحریر: ڈاکٹر مرزا ارشد علی بیگ

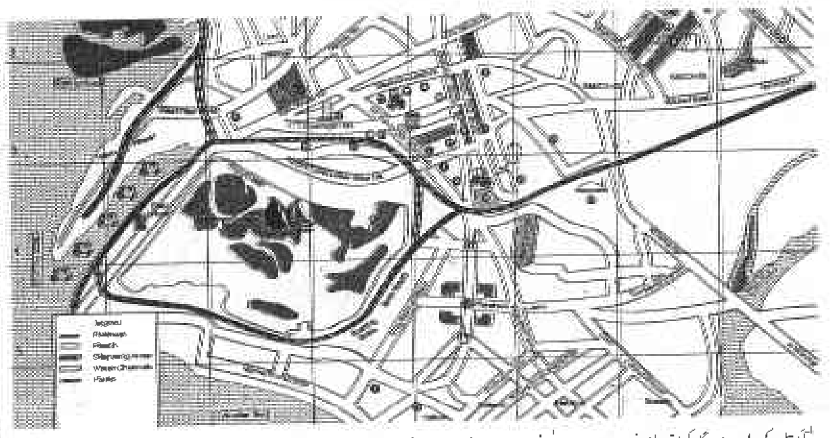

پاکستان کی واحد بندرگاہ کراچی نا صرف پورے پاکستان بلکہ افغانستان کے لئے بھی واحد سمندری راستہ ہے جس کا ساحلی علاقہ ۳۵ کلومیٹر طویل ہے۔ مختلف نوعیت کی انڈسٹریل' میونسپل' ٹرانسپورٹیشن اور پورٹ کی سرگرمیاں اس علاقے میں کچھ اس طرح اکٹھی اور پرپیچ ہوگئی ہیں کہ ان کی بدولت نہایت اونچے درجے کی آلودگی جنم لے رہی ہے اور یوں ساحلی علاقے کا بحری ماحول سنگین خطرات سے دوچار ہوگیا ہے۔ کراچی میں تین بڑے علاقے ہیں جو زمینی طور پر آلودگی پیدا کرنے میں نمایاں حصہ لیتے ہیں (۱) منوڑہ چینل جو کہ لیاری ندی کے دہانے پر واقع ہے اور مرکزی بندرگاہ کا کام دیتا ہے۔ یہاں مغربی اور مشرقی بند کھاڑیوں پر مشتمل وسیع علاقے ہیں جو اپنے مڈفلٹس اور مین گروو کے درختوں سے پہچانے جاتے ہیں (۲) گذری کریک جس میں ملیر ندی سے صنعتی اور شہری گندہ پانی آتا ہے اور کئی دیگر صنعتوں اور پاور اسٹیشنوں کا فضلہ بھی یہیں خارج کیا جاتا ہے (۳) منوڑہ چینل اور گذری کریک کے درمیان کی ساحلی پٹی جہاں جنوبی ضلع کا غیرصاف شدہ شہری گندہ پانی خارج کیا جاتا ہے۔

شہری نے جو تحقیق کی ہے اس سے یہ ثابت ہو

صنعتی علاقوں سے بڑی مقدار میں آلودہ پانی کی آزادانہ دستیابی نے بعض غیرذمہ دار کاشت کاروں کو یہ پانی کاشت کے لئے استعمال میں لانے کے لالچ میں مبتلا کردیا ہے۔ یہ پانی ملیر ندی کے کنارے واقع کھیتوں میں پمپ کیا جاتا ہے اور اس پانی سے اگائی جانے والی سبزیوں میں بھاری دھاتوں کے زہریلے اثرات کثیر مقدار میں پائے گئے ہیں۔

گیا ہے کہ بحری ماحول کو تباہ کرنے میں سب سے زیادہ حصہ ان اجزاء کا ہے جو لیاری اور ملیر ندیوں کے گندے پانی میں شامل ہو کر آتے ہیں کیونکہ زیادہ تر صنعتی یونٹ ان ہی دونوں ندیوں کے کنارے واقع ہیں۔ لیاری ندی شہر کے شمالی اور مغربی علاقوں سے انتہائی آلودہ سیوریج کا آمیزہ اور سائٹ کے صنعتی علاقے سے زہریلا صنعتی فضلہ منوڑہ چینل میں خارج کرتی ہے۔ ملیر ندی میں شہر کے مشرقی اور جنوبی علاقوں کا آلودہ پانی اور کورنگی اور لانڈھی کے صنعتی علاقے کے فضلے کی آماجگاہ بنتی ہے۔

منگھوپیر' لانڈھی اور کورنگی کے صنعتی علاقوں کو حاصل ہونے والی پانی کی مقدار ۴۰ ملین گیلن یومیہ کی سطح پر برقرار ہے جب کہ ان علاقوں میں پیدا ہونے والے سیوریج کی مقدار ۱۹۵۱ء میں ۱۴ ملین گیلن یومیہ سے بڑھ کر اب ۲۲۹ ملین گیلن یومیہ کی سطح پر پہنچ گئی ہے۔ ۱۹۶۹ء میں ۲۰' ۲۰ ملین گیلن یومیہ کی گنجائش والے واٹر ٹریٹمنٹ پلانٹ لگائے گئے تھے لیکن اس کے بعد سے نہ تو ان کی گنجائش میں کوئی اضافہ ہوا ہے اور نہ کوئی نیا پلانٹ لگایا گیا ہے۔ سائٹ' مختلف اقسام کی صنعتوں کا سب سے بڑا مرکز ہے جن میں فوڈ' بیوریج' ٹوبیکو' پیپر پروڈکشن' ٹیکسٹائل' پلاسٹک' ربر پراڈکشن' کیمیکلز' غیردھاتی معدنیات' کوئلہ' پیٹرولیم پروڈکٹس' بنیادی دھاتوں اور مشینری کی انڈسٹریز شامل ہیں۔ لیاری ندی سے جو آبی آلودگی سمندر تک پہنچتی ہے اس میں ۸۰ فیصد سائٹ سے خارج ہونے والے گندے پانی پر مشتمل ہوتا ہے۔

۱۹۷۴ء کے اندازوں کے مطابق لیاری ندی سالانہ ایک لاکھ تیس ہزار ٹن حل شدہ ٹھوس مادے سمندر میں پھینک رہی تھی۔ ایک اور اندازے کے مطابق کل ۳۷۶ ٹن حل شدہ مادہ روزانہ لیاری سے خارج ہو رہا تھا اب چونکہ

باقی صفحہ ② پر

مذہبی بنیاد پر شہریوں کے درمیان امتیاز

شہری سی بی ای حکومت کی اس حالیہ تجویز پر تشویش کا اظہار کرتا ہے کہ شہریوں کو اپنے شناختی کارڈ پر اپنے مذہب کا بھی اعلان کرنا پڑے گا۔ یہ بات کہاں جاکر رکے گی اور اس سے کیا حاصل ہو گا؟ ہو سکتا ہے اس کے بعد کچھ مذہبی جماعتیں یہ مطالبہ کریں کہ شناختی کارڈ پر فرقہ کا نام بھی درج کیا جائے۔

اگر حکومت نے شناختی کارڈ پر عقیدے کے اندراج کی اس تجویز کو منظور کرکے عملی صورت دی تو ایک ایسی قوم جو پہلے ہی نسلی' مذہبی اور فرقہ وارانہ مشکلات سے دوچار ہے مزید تقسیم کا شکار ہو گی۔

اگر کسی قوم کو مذہبی بنیاد پر خانوں میں بانٹا اور تقسیم کیا جائے گا تو اس قوم میں جاری رہنے والا ترقیاتی عمل ختم نہیں ہو سکتا۔ بلا تفریق جنس' مذہب یا عقیدہ ہر شہری کا ملک پر یکساں حق ہونا چاہئے۔ شہری اس قسم کے اقدامات کی مذمت کرتا ہے کیونکہ ان سے آفاقی انسانی حقوق کی نفی ہوتی ہے اور یہ قومی ہم آہنگی اور انسانی وسائل کی ترقی میں رکاوٹ ثابت ہوتے ہیں۔ "شہری" تمام عام شہریوں اور غیر سرکاری تنظیموں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ ایسے تمام اقدامات کو رد کردیں جو انسانی وقار اور احترام کے خلاف ہوں۔

ایک اچھی مثال

جہاں تک کچرا اٹھانے کے کام کا تعلق ہے تو سرکاری ادارے ہمیشہ یہ فریضہ احسن طور پر انجام دینے میں کامیاب نہیں ہوتے۔ ذمہ دار شہریوں کی حیثیت سے ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے علاقوں میں کچرے کے مزید ڈھیر قائم ہونے سے روکنے کیلئے جو کچھ کرسکتے ہیں وہ ضرور کریں۔

اگر کسی علاقے میں جذبہ اور باہمی تعاون موجود ہو تو ٹھوس فضلے کو ٹھکانے لگانے کے ضمن میں کامیاب نتائج حاصل کئے جاسکتے ہیں۔ کراچی میں بعض ایسی مثالیں موجود ہیں جن سے یہ ثابت ہوا ہے کہ شہریوں کی شمولیت کچرے کے مسئلے کا بہترین حل فراہم کرتی ہے۔ ذیل میں ایسی دو اچھی مثالیں پیش کی جارہی ہیں جو کامیاب ثابت ہوئی ہیں۔ آپ بھی کیوں نہ ان مثالوں کے مطابق اپنے محلے میں یہی طریقہ کار اختیار کرکے دیکھیں۔

۱۔ فیڈرل بی ایریا میں سوزوکی کے ذریعے کچرا اٹھانے کا نظام

فیڈرل بی ایریا کے ایک منتخب کونسلر جناب رفیع پیرزادہ نے چار سال قبل اونچی دیواروں والی سوزوکی پک اپس کے ذریعے گھر گھر سے کچرا اٹھانے کا نظام متعارف کرایا۔ جناب پیرزادہ اور ان کے رضاکاروں کی ٹیم نے سخت محنت سے علاقے کے لوگوں کو آمادہ اور قائل کیا کہ وہ ماحول کو صاف اور صحت مند رکھنے کیلئے ان کے ساتھ تعاون کریں۔

سارا انتظام جناب پیرزادہ کی کڑی نگرانی میں کام کرتا ہے۔ ہر سوزوکی پک اپ میں ایک ڈرائیور اور دو صفائی کے کارکن روزانہ صبح ساڑھے آٹھ بجے اپنا کام شروع کردیتے ہیں۔ کسی بھی گلی میں داخل ہوتے ہی سوزوکی ہارن بجا کر اپنی آمد کا اعلان کرتی ہے۔ لوگ کچرے کے ڈبے لے کر اپنے گھروں کے مین گیٹ پر آجاتے ہیں۔ سوزوکی کے کارکن ان سے ڈبے لے کر گاڑی میں خالی کرتے ہیں اور واپس کردیتے ہیں۔ یہ کام اس وقت تک جاری رہتا ہے جب تک سوزوکی پوری بھر نہیں جاتی۔ اس کے بعد بھری ہوئی سوزوکی کچرے کے مرکزی ڈھیر پر لائی جاتی ہے جہاں میونسپلٹی کا بڑا کنٹینر موجود ہوتا ہے۔ کارکن گاڑی میں سے کچرا ڈھیر پر منتقل کرتے ہیں اور اس دوران ان اشیاء کو الگ کرلیتے ہیں جنہیں ری سائیکل کیا جاسکتا ہے۔ یہ اشیاء کارکنوں کیلئے اضافی آمدنی کا ذریعہ بنتی ہیں۔ دوپہر کے کھانے کے

باقی صفحہ ③ پر

فیڈرل بی ایریا میں سوزوکی کے ذریعے کچرا اٹھانے کا نظام کامیابی سے کام کررہا ہے

پی آئی اے نے سگریٹ نوشی پر پابندی ختم کردی

پاکستان کی قومی ایئرلائن پی آئی اے نے سال میں اپنی کی پروازوں میں سگریٹ نوشی پر عائد پابندی کے خاتمے کا جو اعلان کیا ہے وہ صحت اور ماحول کی جانب سے اداری عدم توجہی اور لاپرواہی کی ایک اور مثال ہے۔ پی آئی اے نے یہ پابندی اٹھانے کا فیصلہ اس حقیقت کو قطعی طور پر نظرانداز کرتے ہوئے کیا ہے کہ سگریٹ کا دھواں نہ پینے والوں کی صحت کو بھی متاثر کرتا ہے اور یہ کہ پرواز کے دوران سگریٹ نہ پینے والے افراد اپنے اردگرد سگریٹ کے دھوئیں کے بادلوں سے سخت پریشان ہوں گے۔ اس پابندی کے خاتمے کی ایک وجہ یہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ پابندی کے دوران سگریٹ نوش افراد نے سگریٹ پینے کے لئے جہاز کے مختلف کونوں کھدروں میں چھپنا شروع کردیا تھا۔ اس حقیقت کے پیش نظر کہ ہماری زیادہ تر اندرون ملک پروازیں مختصر مدت کی ہوتی ہیں کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ تمام سگریٹ نوش حضرات تھوڑی سی برداشت اور صبروتحمل کا مظاہرہ کریں اور اپنے ساتھی مسافروں کی زندگی کو خطرے سے دوچار نہ کریں۔

شہری

G-206 بلاک 2 پی ای سی ایچ ایس
کراچی 75400 پاکستان
فون : 441769-442578
فیکس : 9221-438226
ایڈیٹر : طاہرہ حسین

مینجنگ کمیٹی

چیئرپرسن : نوید حسین
وائس چیئرپرسن : قاضی فائز عیسیٰ
جنرل سیکریٹری : حمیرا رحمٰن
خزانچی : دانش آذر زوبی
اراکین :
خطیب احمد
حسن جعفری
زین شیخ
فضل نور
ڈاکٹر ایم اجمل خان

شہری اسٹاف

کوآرڈینیٹر : عارفہ کپاڈیا
اسسٹنٹ کوآرڈینیٹر : عارف عثمان
اسسٹنٹ پبلیکیشنز : عذرا امیر

پیرا لیگل ٹریننگ

انسانی حقوق اور قانونی امداد کے لئے وکلاء کی تنظیم لائرز فار ہیومن رائٹس اینڈ لیگل ایڈ نے وسط نومبر ۱۹۹۲ء میں خواتین میں قانونی آگہی پیدا کرنے کے لئے دوسرا دو ہفتے کا کورس منعقد کیا۔ کورس کے شرکاء میں خواتین کی انجمنوں کی نمائندگان، سماجی گروپوں، صحافیوں اور اساتذہ نے شرکت کی۔ مسز ناہید تسنیم نے شہری، سی پی ای کی نمائندگی کی جب کہ شہری کی ایک رکن اور ایل ایچ آر ایل اے کی ڈائریکٹر مسز ای سی پنٹو مرکزی آرگنائزرز میں شامل تھیں۔ کورس کے دوران معروف وکلاء نے عورتوں کے خلاف تشدد اور عائلی قوانین کے موضوع پر لیکچر دیئے۔ دیگر موضوعات میں ماحولیاتی قانون، اقلیتوں کے حقوق، آئین میں درج بنیادی حقوق، وراثت کے قوانین اور حدود آرڈیننس شامل تھے۔ کورس کے شرکاء کو جیلوں، عدالتوں، ایدھی سینٹر، سیٹزن پولیس لائزن کمیٹی اور پولیس اسٹیشنوں کے دورے پر لے جایا گیا اور اعلیٰ پولیس افسران سے ان کی ملاقات کرائی گئی۔

تلور ایک بار پھر خطرے سے دوچار

ورلڈ کنزرویشن یونین آئی یو سی این اور ورلڈ وائلڈ فنڈ فار نیچر (ڈبلیو ڈبلیو ایف) انٹرنیشنل کے نائب صدر سید بابر علی نے اس امر پر تشویش ظاہر کی ہے کہ حکومت سندھ وائلڈ لائف پروٹیکشن کے منصوبوں میں ترمیم کا ارادہ کر رہی ہے تاکہ پاکستان آنے والے اہم غیر ملکی مہمان ایک بار پھر آزادانہ تلور کا شکار کر سکیں۔

وزیراعظم نواز شریف کے نام ایک خط میں سید بابر علی نے نشاندہی کی ہے کہ پاکستان جنگلی حیات کے تحفظ سے متعلق متعدد بین الاقوامی معاہدوں کا رکن ہے۔ ان معاہدوں میں بون کنونشن، خطرے سے دوچار انواع کی بین الاقوامی تجارت کا معاہدہ سی آئی ٹی ای ایس وغیرہ شامل ہیں۔ ان معاہدوں کی وجہ سے پاکستان نے اگر تلور کے شکار پر عائد پابندی ختم کی تو اسے بین الاقوامی برادری میں خفت کا سامنا کرنا پڑے گا۔

(ڈان، جمعہ ۶ نومبر ۱۹۹۲ء)

سی گراس لیڈی

سی گراس لگانے سے پہلے ایک بنجر ساحل کا منظر

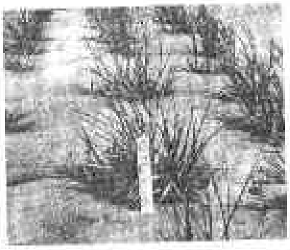

گھاس نے قدم جمالئے

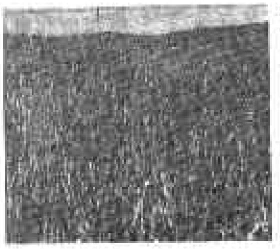

دو سال بعد یہی ساحل ایک لہلہاتا ہوا دلدلی سبزہ زار بن گیا

اینترا تھورہاگ نے چہرے پر خول پہنا، پنکھ لگائے، اپنی پیٹھ پر ہوا کی ٹنکی کو درست کیا، ہاتھ میں تھوڑی سی "سی گراس" پکڑی اور پانی میں غوطہ لگا دیا۔ اس نے خلیج منیلا کے پانی میں چھ فٹ نیچے جا کر سمندر کی تہہ میں چھوٹا سا سوراخ کیا اور پھر اس میں "سی گراس" لگا دی۔

پانی بہت زیادہ آلودہ ہونے کی وجہ سے تہہ میں روشنی بہت مدہم تھی۔ اس لئے اینترا نے اس موقع پر تاریک غاروں میں غوطہ لگانے والی ٹیکنیک استعمال کی اس کے ہاتھ میں ایک لالٹین تھی اور اس نے اپنے ساتھ ایک ڈوری بھی باندھ رکھی تھی تاکہ اسے پتہ رہے کہ وہ کہاں ہے۔ اس نے پانی کی آلودگی اور غلاظت سے بچنے کے لئے "گیلا سوٹ" پہن رکھا تھا اور وہ اپنے پنکھ بھی کم سے کم ہلاتی تاکہ پانی میں تہہ نشین زہریلے مادے کم سے کم منتشر ہوں۔ وہ سوچنے لگی "یہ غوطہ خوری بالکل ایسی ہی ہے جیسے نابینا لوگ بریل کے ذریعے مطالعہ کرتے ہیں۔"

تین مقامی ماہی گیر بھی اینترا کے شانہ بشانہ کام کر رہے تھے اور آلودگی کا مقابلہ کرنے والی "سی گراس" (سمندری گھاس) کے گچھے ایک ایک فٹ کے فاصلے سے لگا رہے تھے۔ اپنی بارہ گھنٹے کی شفٹ کے اختتام تک ان چاروں نے مل کر سمندر کی تہہ کے ایک ایکڑ رقبے پر سی گراس لگا دی تھی۔

جیسے ہی سمندر کی تہہ کے یہ کاشت کار سطح آب پر آئے انہوں نے فوراً اپنے "گیلے سوٹوں" پر سے گندگی صاف کی اور وائرس اور بیکٹیریا سے نجات کے لئے اپنے چہروں اور کانوں پر اینٹی سیپٹک لگایا۔ زہریلے کیمیاوی مادوں اور بیماری پھیلانے والے موجودات نے ان کے کام کو ناخوشگوار اور خطرناک ضرور بنایا تھا لیکن وہ مطمئن تھے۔ اینترا کو امید تھی کہ چند ہفتوں میں ہی ایک ایکڑ پر پھیلی ہوئی سی گراس ایک سرسبز زیر آب چراگاہ میں تبدیل ہو جائے گی جہاں سے جھینگے اور مچھلیاں ایک بار پھر اپنی غذا حاصل کر سکیں گے۔

اینترا تھورہاگ کا کام ہی یہ ہے کہ وہ دنیا بھر کی بندرگاہوں پر بنجر ساحلی علاقوں کو زیر آب سبزہ زاروں میں تبدیل کرنے کے لئے اسی طرح غوطہ خوری کرتی رہتی ہے۔ جب پاور پلانٹ، بندرگاہوں کی تنصیبات یا سیوریج ٹریٹمنٹ پلانٹ ساحلی علاقوں کو آلودہ کر کے بحری حیات کو ہلاک کر دیتے ہیں یا جہاں کیمیاوی آلودگی پانی کو زہریلا بنا دیتی ہے وہاں اینترا ساحلی ماحولیاتی نظام کو سی گراس لگا کر اور کبھی کبھی مین گرووو درخت لگا کر درست اور بحال کرنے کی کوشش کرتی ہے اس کی ان کوششوں کے نتیجے میں دنیا میں کئی جگہوں پر ایک ہزار ایکڑ سے زیادہ رقبے پر زیر آب سبزہ زار پھول پھول رہے ہیں۔ فلپائن میں اینترا کی کوششوں کی بدولت ڈریجنگ اور آلودگی کے اثرات دور ہونا شروع ہو گئے ہیں اور کئی ماہی بندر دوبارہ قائم کر دیئے گئے ہیں۔ "اور ہمیں مچھلی کی ضرورت بھی ہے" اینترا کہتی ہے۔ "کیونکہ ہماری کھیتی باڑی کی زمین کم ہوتی جا رہی ہے۔"

اینترا امیامی کی فلوریڈا انٹرنیشنل یونیورسٹی سے بطور تحقیقی سائنسدان وابستہ ہے وہ اب تک دنیا میں ۴۰ مختلف مقامات پر ۵۰ ایکڑ زیر آب رقبے کو سدھار چکی ہے یہاں میں اس نے سی گراس کے کئی فارم لگائے اور پھر وہاں صرف دو ماہ میں مچھلیوں کو واپس آتے بھی دیکھا۔ اس نے فلوریڈا کے ساحل کے ساتھ بھی کئی مقامات کو ٹھیک کیا ہے اینترا کی ماحولیاتی مہارت نے تھائی لینڈ کے نمائندوں کو بہت متاثر کیا۔ انہوں نے جنوبی دریائی ڈیلٹا میں اپنے ایک بہت بڑے فشریز پروجیکٹ کے لئے اس کا تعاون طلب کیا یہ علاقہ تھائی لینڈ میں مچھلی کی پیداوار کا سب سے بڑا مرکز ہے۔ اینترا نے جب بنکاک کے جنوب میں دریا میں غوطہ لگایا تو اسے وہاں نباتاتی حیات کے کوئی آثار ہی نظر نہیں آئے۔ اسے یہاں کیمیاوی آلودگی کا شبہ ہوا اس لئے وہ اس کا پتہ لگانے کے لئے پانی کے نمونے ساتھ لے گئی۔ اس کی تشخیص یہ تھی زمین کی ناقص دیکھ بھال اور نقصان دہ کیمیکلز نے دریا کو آلودہ کر کے یہاں کے ماحول کو غذا فراہم کرنے والی قدرتی سی گراس کو ہلاک کر دیا تھا۔ اینترا نے سی گراس کی ایک ایسی قسم کا پتہ لگایا جو زہریلے اثرات کا مقابلہ کر سکتی تھی اور چھوٹے گھونگھوں، مچھلیوں اور دیگر بحری حیات کو غذا اور قدرتی ماحول فراہم کر سکتی تھی۔

ڈیلٹا کے ایک اور حصے میں زیادہ تر ساحل کے ساتھ ساتھ بنے ہوئے میری کلچر تالاب جھینگوں کے لئے بہت زیادہ غیر بار آور تھے اینترا کو پتہ چلا کہ یہ تالاب بنانے کے لئے یہاں لگے ہوئے مین گرووو درخت کاٹے گئے تھے یہ درخت یہاں کے قدرتی ماحول کے لئے بہت اہم تھے کیونکہ ان کے گلے سڑے پتے مٹی اور پانی میں شامل ہو کر انہیں اور زیادہ زرخیز بناتے تھے اور ان کی جڑیں مٹی کو

باقی صفحہ ③ پر

بقیہ: ماحول میں آلودگی

صنعتی سرگرمیاں پہلے سے کئی گنا زیادہ بڑھ چکی ہیں اس لئے ان ٹھوس مادوں کی مقدار بھی ڈھائی گنا بڑھ گئی ہے۔

منوڑہ چینل، لیاری ندی کے دہانے کے ۱۷ مربع کلومیٹر رقبے پر پھیلا ہوا ہے۔ اس کے دائیں کنارے پر پانچ نمک کے کارخانے واقع ہیں جب کہ بائیں کنارے پر بندرگاہ اور ماہی بندر قائم ہے۔ چینل میں داخلے کا راستہ ایک تنگ گزرگاہ ہے جس کے مغربی جانب بریک واٹر وال اور مشرق جانب سی وال ہے۔ ایک ٹوٹی پھوٹی اور خستہ حال دیوار کے بارے میں یہ تصور کیا جاتا ہے کہ یہ ندی کے پانی کو بہہ کر سمندری پانی میں شامل ہونے سے روکتی ہے لیکن درحقیقت ایسا ہو نہیں رہا۔ تقریباً ساڑھے تین ملین مکعب میٹر سمندری پانی جو ہر روز چینل میں داخل ہوتا ہے اور واپس جاتا ہے آلودگی کا شکار ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ سمندری پانی کا تموج لیاری ندی کے لائے ہوئے آلودگی کے ڈھیر کو بہا کر لے جانے میں کامیاب نہیں ہوتا اس لئے چینل میں داخل ہونے والا تمام فضلہ کچھ عرصے تک وہیں پڑا رہتا ہے۔ بندرگاہ کا وہ پانی جو پچاس کی دہائی میں اتنا شفاف ہوتا تھا کہ غوطہ خور پانی میں پھینکا جانے والا سکہ باآسانی پکڑ لیتے تھے اب لیاری کے فضلے، ٹشنگ ٹرالرز کی چھوڑی ہوئی گندگی اور تیل کی تلچھٹ کی بدولت بے انتہا میلا اور گدلا ہو چکا ہے۔

لیاری ندی کا پانی سرمئی سے لے کر گہرا سیاہ تک نظر آتا ہے اور اس کی کیچڑ میں وہ تمام زہریلی آلودگی کے اجزاء پائے جاتے ہیں جن کی حال ہی میں ندی کے دہانے سے حاصل کئے جانے والے نمونے کے تجزیئے سے نشاندہی ہوئی ہے۔ بندرگاہ کے پانی میں آلودگی کے اثرات کا ایک پیمانہ وہ مچھلیاں بھی ہیں جو ہمارے ماہی گیر پکڑ کر لاتے ہیں سب سے پہلے تو وہ برف جس میں مچھلیاں محفوظ کی جاتی ہیں بیکٹیریا سے بھرا ہوتا ہے اور یہ بیکٹیریا مچھلی میں داخل ہو جاتے ہیں

گذری کریک پر صنعتی اور میونسپل فضلے کے اثرات

دوسرا بڑا ساحلی علاقہ جو زمینی آلودگی کے خطرات سے دوچار ہوتا ہے وہ گذری اور کورنگی کریک کا نظام ہے۔ یہ دلدلی خطہ ہے جہاں پہلے مین گروو کے درخت بڑی تعداد میں پائے جاتے تھے لیکن اب ان کی تعداد بہت گھٹ گئی ہے۔ یہاں بڑے پیمانے پر حیاتیاتی انحطاط ہو رہا ہے اگرچہ بعض اقسام کے صدف جن میں سیاہ موتی والے صدف بھی شامل ہیں یہاں اپنا وجود برقرار رکھنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ ان دونوں کریکس کا علاقہ کم عمر مچھلیوں، جھینگوں اور دیگر بحری حیوانات وغیرہ کے لئے نرسری کا کام دیتا تھا تاہم اب گزشتہ دو عشروں کے دوران ان کریکس کا حیاتیاتی تنوع پورٹ قاسم اور اسٹیل ملز کی تعمیر کی وجہ سے بہت گھٹ گیا کیونکہ ان دونوں کی تعمیر کے سلسلے میں چینل کو گہرا کرنے کے لئے لاکھوں ٹن مٹی سمندر کی تہہ سے نکالی گئی۔ اس کی وجہ سے یہاں بھی گندگی رکنے کے وہی مسائل پیدا ہو گئے ہیں جو کہ منوڑہ چینل میں ہیں۔

شہری علاقے کے ساتھ ساتھ ماہی گیروں کے دیہاتوں، پورٹ قاسم پر بندرگاہ اور جہاز رانی کی سرگرمیوں اور ابراہیم حیدری کی ماہی گیر لانچوں سے خارج ہونے والا کوڑا اور صنعتی اقسام کا فضلہ کریکس کے علاقے میں سمندری ماحولیات پر نہایت سنگین اثر ڈال رہا ہے۔ لانڈھی کورنگی کے صنعتی علاقے کا صنعتی فضلہ، محمود آباد سیوریج ٹریٹمنٹ پلانٹ کا گندہ پانی اور دیگر بہت سے چھوٹے بڑے چینلز سے آنے والا رہائشی علاقوں کا گندہ پانی زیادہ تر ملیر ندی میں جاتا ہے۔

غذائی زنجیر پر صنعتی آلودگی کے اثرات

صنعتی علاقوں سے بڑی مقدار میں آلودہ پانی کی آزادانہ دستیابی نے بعض غیرذمہ دار کاشت کاروں کو یہ پانی کاشت کے لئے استعمال میں لانے کے لالچ میں مبتلا کر دیا ہے۔ یہ پانی ملیر ندی کے کنارے واقع کھیتوں میں پمپ کیا جاتا ہے اور اس پانی سے اگائی جانے والی سبزیوں میں بھاری دھاتوں کے زہریلے اثرات کثیر مقدار میں پائے گئے ہیں

مثال کے طور پر ترئی کے دس لاکھ اجزاء میں کرومیم کی مقدار ۷۵ء۷ اجزاء پائی گئی جب کہ یہ مقدار ۰۵ء۰ سے زیادہ نہیں ہونی چاہئے گویا کہ یہ مقدار قابل قبول سطح سے ۱۵۰ گنا زیادہ ہے اور یہ صرف ٹینری کی صنعت کے آلودہ پانی سے آبپاشی کی وجہ سے ممکن ہوا ہے۔ ایسے زہریلے اثرات والی سبزیوں اور پھلوں کے استعمال کے مضر اثرات ہو سکتا ہے فوری طور پر ظاہر نہ ہو پائیں لیکن طویل مدت میں ان کا سنگین نقصان سامنے آنا ناگزیر ہے۔

لانڈھی کورنگی کی صنعتی آلودگی

لانڈھی، کورنگی کے صنعتی علاقوں میں واقع چھوٹے صنعتی ادارے اپنا استعمال شدہ پانی کورنگی نالے میں خارج کرتے ہیں جو کہ کریک پر جا کر ملیر ندی میں گرتا ہے۔ زیادہ مقدار میں پانی استعمال کرنے کے اعتبار سے ٹینری کی صنعت کا نمبر ٹیکسٹائل انڈسٹری کے بعد آتا ہے لیکن آلودگی پھیلانے کے اعتبار سے ٹینری سب سے آگے ہے۔ کورنگی کریک پر کچھ نمک کے کارخانے بھی قائم ہیں جو گزشتہ کئی عشروں سے بہت اچھے معیار کا سمندری نمک بنا رہے ہیں۔ "بیٹرن" استعمال نہیں کرتے اور اسے سمندر میں خارج کر دیتے ہیں۔ لیکن یہ مقدار اتنی کم ہوتی ہے کہ اس کی وجہ سے مذکورہ کارخانوں کو آلودگی کا ذمہ دار قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اسی طرح ان کارخانوں میں استعمال ہونے والا پانی سوڈا ایش انڈسٹری کی جانب سے آلودہ کردہ شمار نہیں کیا جا سکتا کیونکہ سوڈا ایش اس حد تک ہلکا کر دیا جاتا ہے کہ اس کا کوئی نقصان دہ اثر نہیں ہوتا۔ اس صنعت کا آلودگی سے بس اتنا ہی تعلق بنتا ہے۔

تفریحی ساحلوں کی آلودگی

۱۹۸۰ء میں کراچی کے تفریحی ساحلوں کے سمندروں پانی کے ایک تجزیئے سے یہ نشاندہی ہوئی تھی کہ میونسپل گندے پانی کے اخراج سے لاحق ہونے والی انسانی فضلے کے آلودگی لیاری ندی کے راستے تفریحی مقامات تک پہنچ گئی ہے۔

مجموعی صورتحال

۱۹۷۴ء میں پانی میں حل شدہ ٹھوس مادوں کے سمندر میں اخراج کی کل مقدار کا اندازہ دو لاکھ ۳ ہزار ٹن سالانہ تھا جس میں سے نصف لیاری ندی کے ذریعے اور بقیہ ملیر ندی اور دیگر راستوں سے آتا تھا۔ حالیہ تخمینوں کے مطابق لیاری سے روزانہ ۱۰۰۰ ٹن حل شدہ ٹھوس اجزا سمندر میں جا رہے ہیں

ڈاکٹر بیگ پاکستانی کونسل فار سائنٹیفک اینڈ انڈسٹریل ریسرچ کے سابق ڈائریکٹر اور فیڈریشن آف پاکستان چیمبرز آف کامرس اینڈ انڈسٹری کی اسٹینڈنگ کمیٹی برائے ماحولیات کے چیئرمین ہیں۔ آپ شہری کی ذیلی کمیٹی برائے آبی آلودگی میں بھی بطور ماہر خدمات انجام دیتے ہیں۔

Member of
IUCN
The World Conservation Union

شہری کی سرگرمیاں

شہری کی سرگرمیاں

۱۔ ذیلی کمیٹی برائے آبی آلودگی

اس کے سربراہ شہری کی مینجنگ کمیٹی کے رکن خطیب احمد ہیں جو کہ ڈاکٹر ایم اجمل خان کی غیر موجودگی کے باعث یہ فرائض انجام دے رہے ہیں اس کمیٹی نے حال ہی میں ملیر اور لیاری ندیوں کے کناروں پر متعدد مقامات سے پانی' سبزیات اور کیچڑ کے نمونے اکٹھے کئے ہیں اور ان کا تجزیہ کرایا ہے۔ اس کی جزوی رپورٹ ہماری سرورق کی کہانی کے طور شائع ہو چکی ہے۔ یہ سائنسی تجزیہ نیشنل ٹیسٹنگ اینڈ کنسلٹنسی سروسز نے انجام دیا اور ڈاکٹر مرزا ارشد علی بیگ نے اس سے نتائج مرتب کئے۔

۲۔ ذیلی کمیٹی برائے تعمیراتی ورثہ

شہری سی بی ای کے خزانچی دانش آذر زوبی اس کمیٹی کے سربراہ ہیں اس ذیلی کمیٹی نے حال ہی میں کے ایم سی' کے ڈی اے ڈیزائن بیورو اور داؤد کالج آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی کے اشتراک سے ہمارے تعمیراتی ورثے کی حالت پر ایک جوائنٹ فورم کا اہتمام کیا اب یہ کمیٹی ارادہ رکھتی ہے کہ اس سیمینار میں منظور کی جانے والی سفارشات پر عملی کارروائی کا آغاز کیا جائے تاکہ تعمیراتی ورثے کے تحفظ اور تجدید کے لئے باقاعدہ طریقہ کار وضع کئے جاسکیں۔

۳۔ ذیلی کمیٹی برائے قانونی امور

اس کمیٹی کے سربراہ شہری سی بی ای کے وائس چیئرمین قاضی فیض عیسیٰ ہیں کلفٹن بلاک ۸ کے مکینوں کی ایسوسی ایشن کو کلف ٹاورز کے کیس میں امداد فراہم کرنے کے علاوہ شہری ایک عوامی نوعیت کے مقدمے میں کوئٹہ میونسپل کارپوریشن کے خلاف قانونی فریق بھی ہے۔

۴۔ ذیلی کمیٹی برائے مطبوعات

شہری سی بی ای کی جنرل سیکریٹری حمیرا رحمٰن اس ذیلی کمیٹی کی سربراہ ہیں۔ یہ کمیٹی انگریزی اور اردو میں شہری کا دوماہی خبرنامہ شائع کرتی ہے۔ اس خبرنامے میں اشاعت کے لئے مضامین' تصویری فیچر' دلچسپ حقائق اور خطوط بنام ایڈیٹر وغیرہ کا خیر مقدم کیا جائے گا۔

۵۔ ذیلی کمیٹی برائے حصول فنڈ

یہ ہماری تازہ ترین ذیلی کمیٹی ہے جس کا قیام اس لئے عمل میں آیا ہے کیونکہ شہری کو اپنے مختلف منصوبوں اور سرگرمیوں کے لئے فنڈز کی ضرورت ہے۔

شہری سی بی ای کے تمام اراکین کو ان میں سے کسی بھی ذیلی کمیٹی میں شمولیت کی دعوت دی جاتی ہے۔ مزید معلومات کے لئے براہ کرم شہری کے دفتر سے رابطہ قائم کریں۔

جھیل پارک پروجیکٹ

پارکس اور تفریحات سے متعلق ذیلی کمیٹی کے پہلے پروجیکٹ کے بطور شہری' سی بی ای نے پی ای سی ایچ ایس کراچی کے جھیل پارک کی تجدید نو کا بیڑا اٹھایا ہے۔ علاقے کے مکینوں کی دلچسپی اور شمولیت کی بدولت پی ای سی ایچ ایس کے شہریوں / مکینوں کی ایسوسی ایشن کا قیام عمل میں آگیا ہے جس کا کام جھیل پارک کی از سرنو بحالی کے لئے لابی کرنا ہو گا۔ ایسوسی ایشن اسی پارک میں ایک لیڈیز پارک کے قیام کے لئے بھی کام کرے گی جو کہ جھیل پارک کے اولین منصوبے میں شامل تھا لیکن اب اس کے داخلے کے راستے پر بنگلہ نمبر E-11-34 بلاک 6 پی ای سی ایچ ایس نے قبضہ کر رکھا ہے۔

شہری کے دو اراکین جناب فرحان انور اور اعظم حسین نے جو کہ دونوں انجینئر ہیں جھیل پارک سے متعلق ایک رپورٹ مرتب کر کے پیش کی ہے۔ اس رپورٹ میں پارک کی حالت بہتر بنانے کے لئے متعدد ایسی تجاویز پیش کی ہیں جن کے ذریعے پارک میں آنے والے لوگوں کو زیادہ سے زیادہ سہولتیں فراہم کی جاسکیں گی۔ بلدیہ شرقی کے سابق ایڈمنسٹریٹر اور موجودہ کمشنر کراچی جناب سلیم خان نے یہ رپورٹ ملاحظہ کرنے کے لئے شہری کے دفتر کا دورہ کیا اور اس پروجیکٹ پر شہری' بلدیہ شرقی کے ساتھ مل کر کام کرے گا۔ اس سلسلے میں اب تک یہ کام ہوا ہے کہ جھیل پارک کا طارق روڈ کے سامنے والا حصہ کچرے اور ہورڈنگس سے صاف کردیا گیا ہے۔

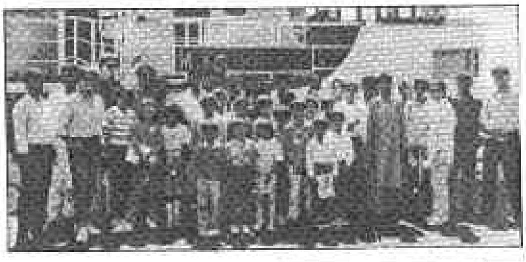

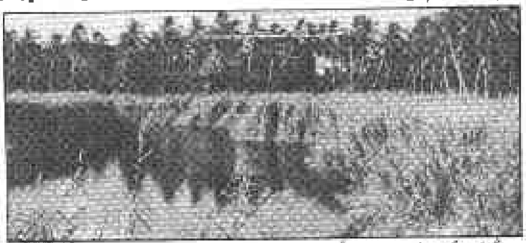

جھیل پارک کا ایک بڑا حصہ جنگلی پودوں سے ڈھک گیا ہے اور اس کے چاروں طرف کچرے کے ڈھیر لگے ہیں... تصویر ایف انور / اے حسین

کراچی کے ساحلوں کا تعلیمی دورہ

جمعہ ۲۳ر اکتوبر ۱۹۹۲ء کو شہری سی بی ای اور کراچی پورٹ ٹرسٹ کے باہمی اشتراک سے کراچی کے ساحلی علاقوں کے ایک تعلیمی دورے کا اہتمام کیا گیا۔

۳۰ بچے (شہری کے جونیئر اراکین) اس دورے میں شریک ہوئے ان میں گورنمنٹ اور پرائیوٹ دونوں طرح کے اسکولوں کے طلبہ و طالبات شامل تھے۔ اس دورے کے لئے کے پی ٹی نے "ایمپریس فردوسی" نامی لانچ فراہم کی۔ شہری کے جونیئر اراکین' متعدد بڑے اراکین' کے پی ٹی کے نمائندگان اور آئی یو سی این کے ایک ماہر پر مشتمل یہ گروپ صبح ساڑھے دس بجے کیماڑی کی بندرگاہ سے روانہ ہوا لانچ نے بندرگاہ سے لے کر سمندری دیوار کے ساتھ ساتھ مین گروو کے دلدلی علاقے تک اور پھر وہاں سے واپسی کا سفر اختیار کیا آئی یو سی این کے مسٹر پیٹر جان میل اور شہری کے مسٹر خطیب احمد نے ایک مختصر گفتگو میں ساحلی علاقوں میں اگنے والے مین گروو درختوں کے بارے میں بتایا انہوں نے وضاحت کی کہ مین گروو اس اعتبار سے دیگر درختوں سے مختلف ہوتے ہیں کہ ان میں خاص قسم کی سانس لینے والی جڑیں پائی جاتی ہیں اور یہ درخت سمندری پانی میں موجود نمک کی بھاری مقدار سے نمٹنے کی خصوصی صلاحیت رکھتے ہیں بچوں کو مین گروو کی اہمیت اور ان کے تحفظ کی ضرورت سے بھی آگاہ کیا گیا مین گروو درخت اس لئے اہم ہیں کیونکہ یہ تند موجوں' طوفانی اور تیز ہواؤں سے ساحل کے کٹنے کا بچاؤ کرتے ہیں' کئی اقسام کی تجارتی اعتبار سے اہم مچھلیوں کی پرورش گاہ بنتے ہیں' ساحلی دیہاتوں کو ایندھن کی لکڑی فراہم کرتے ہیں

بقیہ: سی گراس

پکڑ کر اس الجائی کے لئے ٹھہرنے کی جگہ فراہم کرتی تھیں جو جھینگوں کی غذا ہے اینترا نے ان تالابوں کے کنارے کنارے مین گروو اور ان کی تہہ میں سی گراس لگا کر انہیں ایک بار پھر جھینگوں کی پرورش کے لائق بنادیا۔

جس زمانے میں اینترا طالب علم تھی اور ڈاکٹریٹ کی تیاری کر رہی تھی تو اس نے ایک بار کائی دن ساحل کے نزدیک ایک چپوؤں والی کشتی میں گزارے۔ اس دوران اسے دھوپ سے روشن اتھلے پانی میں سی گراس اگتے دیکھ کر بڑا تجسس ہوا وہ جانتی تھی کہ اس قسم کے پودے متعدد اقسام کے جانداروں کو قدرتی ماحول فراہم کرتے ہیں چنانچہ اس نے مختلف طرح کی گھاس جمع کرنا اور اس کا مطالعہ شروع کر دیا۔ پانی پر کیمیائی ٹسٹ کر کے اس نے پتہ لگایا کہ کون سے پودے آلودگی کا مقابلہ کرسکتے ہیں اور کون سے نہیں۔ تھوڑا تھوڑا کر کے اس نے نہایت محنت سے اپنی لیبارٹری میں سی گراس کی مختلف اقسام کی پوری طرح ایک "لائبریری" بنائی۔

اپنے پی ایچ ڈی کے آخری سال کے دوران اینترا نے ٹرکی پوائنٹ فلوریڈا پر زیر آب زندگی کا سروے کیا اس مقام پر مستقبل میں ایک نیوکلیئر پاور پلانٹ تعمیر ہونا تھا کم گہرے پانی والے جاندارو مثلاً کیکڑوں اور گھونگھوں وغیرہ میں دباؤ کی علامات کا معائنہ کرنے کے بعد اینترا نے پیشگوئی کی کہ یہاں نیوکلیئر پاور پلانٹ کی تعمیر سے بحری حیات پر کیا اثر پڑے گا۔ وہ کہتی ہے "میری توجہ اس بات پر تھی کہ زہریلی صلاحیت رکھنے والے اثرات جیسا کہ حرارت یا بھاری دھاتوں سے ظاہر ہوتے ہیں کس حد تک پھیلیں گے۔"

جہاں کہیں بھی پاور پلانٹس سے گرم پانی خارج ہوا اس نے قدرتی ماحول کے نظام کو نقصان پہنچایا جس کے نتیجے میں بعض ساحلی جانداروں کی نشوونما سست پڑ گئی اور بعض سرے سے معدوم ہی ہو گئے جیسے جیسے اس نے غور کیا اسے یقین ہو تا گیا کہ سی گراس ایک بار پھر قدرتی ماحول تخلیق کر سکتی ہے۔

پی ایچ ڈی کرنے کے بعد وہ گرم سیر خطوں کے جانداروں پر درجہ حرارت اور آلودگی کے عناصر کے اثرات کی تحقیق میں مصروف ہو گئی۔ اس نے ٹرکی پوائنٹ پر پتہ لگایا کہ بہت سے سمندری جاندار غائب ہو رہے ہیں۔ چنانچہ اس نے سمندر کی تہہ میں ساڑھے تین ایکڑ رقبے پر بیج کی کاشت کی یہ اس کا پہلا بڑے پیمانے کا پروجیکٹ تھا۔ چند ہی دنوں میں اسے وہاں چند مچھلیاں نظر آ گئیں۔ چھ ماہ بعد گھونگھوں اور خول دار بحری جانوروں کی اچھی خاصی تعداد سی گراس کے سبزہ زار میں پھل پھول رہی تھی۔ وہ کہتی ہے "جب ہم کوئی مکان بناتے ہیں تو اس کے اطراف کی جگہ کو لینڈ اسکیپ کرتے ہیں اسی طرح کوئی پاور پلانٹ یا بندرگاہ تعمیر کرنے کے بعد ہمیں متاثرہ علاقے میں دوبارہ نباتاتی زندگی بحال کرنا چاہئے۔"

پریری گھاس کی طرح سی گراس بھی جڑوں کا زبردست نظام رکھتی ہے جو چار پانچ فٹ کی گہرائی تک پہنچ جاتا ہے اس کے ساتھ افقی طور پر بھی تیزی سے پھیلنے کی صلاحیت سی گراس کو سمندری بوٹیوں (الجائی) سمیت ہر قسم کی نباتات پر غالب آنے کی طاقت دیتی ہے۔ سی گراس کی کسی خاص قسم کا انتخاب کرنے سے پہلے اینترا یہ معلوم کرتی ہے کہ کسی ماحولیاتی نظام کے تباہ ہونے سے قبل یہاں کس قسم کے جاندار رہتے تھے۔ پھر وہ اپنے آپ سے سوال کرتی ہے کہ یہاں کس قسم کی سی گراس بہترین پرورش گاہ ثابت ہو گی؟ اگر اس علاقے میں آلودگی کا عمل مسلسل جاری ہو تو وہ سی گراس کی وہ قسم لگاتی ہے جو آلودگی کا مقابلہ کر سکتی ہے اینترا اس امر پر بھی تحقیق کر رہی ہے کہ سمندر میں بہہ جانے والے تیل سے سی گراس کو کس طرح نقصان پہنچتا ہے اور تیل کو منتشر کرنے والے کیمیکلز کو بھی ٹسٹ کر رہی ہے تاکہ تیل کو سمندر کی موجوں میں غائب کر کے ساحلی علاقوں اور کم گہرے پانی کے بحری ماحولیاتی نظاموں کو تحفظ فراہم کیا جاسکے۔

یو این ای پی کے ڈائریکٹر نوئیل براؤن کا کہنا ہے کہ "وہ سمندروں کی نگہداشت کے کام سے نہایت جذباتی طور پر وابستہ ہے اور اس اعتبار سے وہ ایک نہایت غیر معمولی سائنسدان ہے کہ وہ ہمیشہ بالکل نئی تحقیق کا آغاز کرنے کے لئے کوشاں رہتی ہے۔"

خود "سی گراس" لیڈی نہایت سادگی سے کہتی ہے "میں محسوس کرتی ہوں کہ میں زمین کو صحت یاب ہونے میں مدد دے رہی ہوں۔"

(تحریر: ازابیل ایس ابرامس' بشکریہ ریڈرز ڈائجسٹ)

بقیہ: ایک اچھی مثال

وقفے کے بعد دوسری شفٹ کا کام شروع ہوتا ہے اور سہ پہر چار بجے تک باقی ماندہ علاقے کا کام مکمل کرلیا جاتا ہے۔ ایک سوزوکی تقریباً ۳۵۰ مکانوں کو نمٹاتی ہے جن میں رہائشی' صنعتی اور تجارتی تینوں طرح کے یونٹ شامل ہوتے ہیں۔ اس نظام کو چلانے کیلئے رقم عطیات اور نظام سے مستفید ہونے والے یونٹوں سے سروس چارج کے ذریعے حاصل کی جاتی ہے۔ یہ سروس چارج معمولی سا ہے یعنی رہائشی یونٹ سے ۲۵ روپے ماہانہ اور تجارتی یونٹوں سے ۵۰ تا ۱۰۰ روپے ماہانہ وصول کیا جاتا ہے۔ یہ وصول شدہ رقم کارکنوں کی تنخواہ' پیٹرول اور گاڑیوں کی دیکھ بھال پر خرچ ہوتی ہے۔ یہ اخراجات سے جو رقم بچتی ہے وہ ہر تیسرے چوتھے ماہ گاڑیوں کے انجن اور باڈی وغیرہ کی مرمت کے بڑے کاموں کیلئے محفوظ کرلی جاتی ہے۔ یہ نظام کامیابی سے چل رہا ہے۔ مالی اعتبار سے قابل عمل ہے اور علاقے کے تقریباً ۷۰ فیصد عوام کی خدمات انجام دے رہا ہے۔

مقامی طور پر قائم ٹھوس فضلے کو ٹھکانے لگانے کے اس نظام نے پورے علاقے کو کچرے سے پاک صاف اور صحت مند ماحول دیا ہے کیونکہ اس نظام کے تحت ایک ایک مکان سے کچرا اٹھایا جاتا ہے اور علاقے میں جا بجا کچرے کے غیر قانونی ڈھیر لگانے کے بجائے صرف ایک مرکزی مقام پر اکٹھا کیا جاتا ہے۔

۲۔ کراچی ایڈمنسٹریٹر سوسائٹی میں کچرا اٹھانے کا نظام

علاقے میں غیر صحت مند صورتحال اور بنیادی شہری سہولتوں کی عدم فراہمی کے پیش نظر ۱۹۸۸ء میں خواتین کے ایک گروپ نے کراچی ایڈمنسٹریٹو ویمنز ویلفیئر سوسائٹی (کے اے ڈبلیو ایس) قائم کی جس کی صدر مسز سکینہ صدیقی مقرر ہوئیں۔

یہ رپورٹ شہری سی بی ای کے سرگرم اراکین عامر مسعود اور خطیب احمد نے مرتب کی۔

تصاویر۔ خطیب احمد

بہتر ماحول کی تشکیل کیلئے "شہری" میں شمولیت اختیار کیجئے

اگر آپ "شہری" میں شامل ہونا چاہتے ہیں تو براہ کرم یہ کارڈ مندرجہ ذیل پتہ پر ارسال کردیجئے

شہری بہتر ماحول کیلئے شہریوں کا اشتراک

G-206 بلاک 2 پی ای سی ایچ ایس' کراچی 75400 پاکستان

فون 442576'441769 فیکس 438226

نام .... فون رہائش ....

پتہ ....

....

پیشہ .... فون آفس ....

مین گرووکے درختوں کو لاحق خطرہ

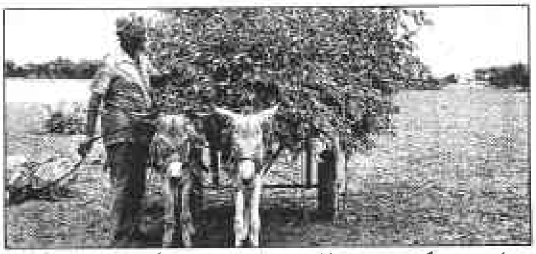

کٹے ہوئے مین گرووز سے لدی ہوئی گدھا گاڑی' انہیں ایندھن کی لکڑی کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔(تصویر بشکریہ ورلڈ وائلڈ لائف فنڈ)

دریائے سندھ کے ڈیلٹا سے اوپر کی جانب بنے والے ڈیم اور آبپاشی کے بیراج مین گروو کے درختوں کو میٹھا پانی اور کیچڑ دستیاب ہونے میں رکاوٹ کا سبب بن رہے ہے اس طرح اب ان درختوں کا پہلے سے کم گھنے ہونے اور نشوونما متاثر ہونے کا امکان بڑھ گیا ہے۔یہ مسئلہ اس کے علاوہ ہے کہ مین گروو جلانے اور جانوروں کو کھلانے کے لئے بلا روک ٹوک کاٹے جارہے ہیں۔ گزشتہ پچاس سال کے دوران خاصے وسیع علاقے مین گروو سے محروم ہوچکے ہیں۔ کراچی کے پھیلاؤ اور صنعتی توسیع نے بھی مین گروو کے علاقے پر خراب اثر ڈالا ہے۔ شہر کے گھریلو اور صنعتی فضلے نے سمندری جڑی بوٹیوں کو جنم دیا ہے جو کہ کراچی کے نزدیک کھاڑیوں میں نئے پیدا ہونے والے درختوں سے چمٹ جاتی ہیں۔ اس نظام کا نازک حیاتیاتی توازن تبدیل ہوگیا ہے۔ بھاری دھاتیں اور زہریلے مادے علاقے کی مچھلیوں اور خول والے جانوروں میں عام سطح سے بلند پائے گئے ہیں اور بہت باریک جال کے ذریعے بالکل چھوٹی چھوٹی مچھلیاں پکڑ کر مچھلی کی آبادی گھٹائی جارہی ہے۔

(آئی یو سی این کا ساحلی ماحولیاتی نظام کا یونٹ)

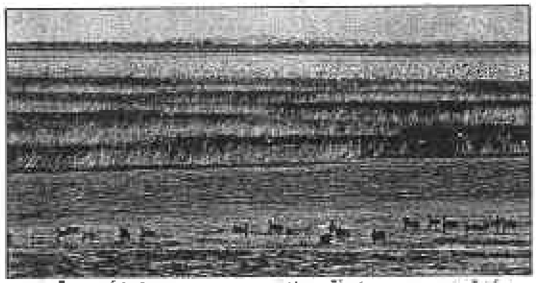

ہالیجی جھیل بہت سی اقسام کے نقل مکانی کرنے والے پرندوں کا عارضی مسکن ہے (تصویر بشکریہ ورلڈ وائلڈ لائف فنڈ)

"غیر سرکاری تنظیمیں اور جاری ترقیاتی عمل" کے موضوع پر مکالمہ

جب حکومتیں قومی مسائل سے نمٹنے کی طرف توجہ نہیں دیتیں تو متبادل حل پیش کرنے کے لئے غیر سرکاری تنظیموں کی ضرورت پڑتی ہے۔ یہ بات جرمنی کے وزیر مملکت برائے ماحولیات جناب جولینن نے شہری' سی بی ای اور گوئٹے انسٹی ٹیوٹ کے زیراہتمام منعقدہ ایک مکالمے میں کہی۔ "غیر سرکاری تنظیمیں اور جاری ترقیاتی عمل" کے موضوع پر یہ مکالمہ اتوار ۱۵ نومبر ۱۹۹۲ء کو پیچ لگژری ہوٹل کراچی میں ہوا۔

مختلف اقسام کی این جی اوز (غیر سرکاری تنظیموں) کے نمائندگان کی ایک بڑی تعداد نے مکالمے میں حصہ لیا۔ شرکاء کا تعلق ایس سی او پی ای' ڈبلیو ڈبلیو ایف' آئی یو سی این' ڈبلیو اے ایف' اوا' ایدھی فاؤنڈیشن اور دیگر تنظیموں سے تھا۔ اس موقع پر چار کلیدی مقررین یہ تھے۔ ڈاکٹر ذکی حسن (پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف لیبر ایجوکیشن اینڈ ریسرچ)' کوثر ایس خان (آغا خان کمیونٹی ہیلتھ سائنسز)' ضیاء اعوان (لائرز فار ہیومن رائٹس اینڈ لیگل ایڈ)' جاوید جبار (بانہہ بیلی)' نوید حسین (چیئرمین شہری' سی بی ای) نے کارروائی کی صدارت کی۔

متعدد شرکاء نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ مختلف غیر سرکاری تنظیموں کے درمیان زیادہ قریبی روابط اور تعاون ہونا چاہئے اور ایک قومی این جی او نورم کا قیام عمل میں آنا چاہئے۔ اس موقع پر زیر تذکرہ آنے والے دیگر موضوعات میں یہ بھی شامل تھا کہ غیر سرکاری تنظیمیں کس طرح جاری ترقیاتی عمل میں کردار ادا کر سکتی ہیں اور کس حد تک عوامی امنگوں کی آئینہ دار بن سکتی ہیں۔

جناب لینن نے کہا کہ ماحول سے متعلق کاموں میں طلبا کو سرگرم طور پر شامل کرنے کی کوشش کی جانی چاہئے۔ غیر سرکاری تنظیمیں اور ذرائع ابلاغ اس پوزیشن میں ہیں کہ وہ صنعت کاروں' مزدور لیڈروں اور پالیسی بنانے والوں میں یہ آگہی اور واقفیت عام کر سکیں کہ موثر طور پر وضع کئے ہوئے ماحولیاتی قوانین اور قواعد کیونکر طویل مدت کے دوران نہایت فائدہ مند ثابت ہوں گے۔ انہوں نے اکیسویں صدی کو ماحول کی صدی قرار دیا جس کے دوران تمام دنیا کے لوگوں کو اس نقصان کی تلافی کے لئے کام کرنا ہوگا جو موجودہ صدی کے صنعتی عمل سے پہنچا ہے۔

اپنے اختتامی تاثرات میں جناب جاوید جبار نے کہا کہ پاکستان سیاسی اور معاشی دونوں اعتبار سے ایک ترقی پذیر قوم ہے اس لئے یہاں ماحولیاتی تحفظ کو اتنی توجہ نہیں مل سکی جتنی کہ ملنی چاہئے تھی۔ اس کے باوجود یہاں غیر سرکاری ترقیاتی تنظیمیں بہت اچھا کام کر رہی ہیں اور اگر مناسب قانون سازی کی جائے تو یہ اور بھی زیادہ موثر طور پر کام کر سکتی ہیں۔

ہالیجی جھیل

ہالیجی جھیل جو کہ سندھ میں جنگلی حیات کی اہم ترین تحفظ گاہ ہے حال ہی میں کراچی واٹر اینڈ سیوریج بورڈ کے حکام کی اجازت سے ماہی گیری کے ایک ٹھیکیدار کی چیرہ دستی کا نشانہ بنی ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ لالچ' بقا اور تحفظ کے قوانین پر بھی بری طرح غالب آگئی ہے حالانکہ ہالیجی جھیل پر ان قوانین کا لاگو ہونا بہت ضروری ہے کیونکہ یہ نہ صرف بے شمار اقسام کی مچھلیوں اور آبی انواع کا گھر ہے بلکہ نقل مکانی کرنے والے پرندوں کا اہم عارضی مسکن بھی ہے۔

کراچی کے ساحلی علاقوں کے چاروں طرف آلودگی کا ایک منظر (تصویر بشکریہ ڈبلیو ڈبلیو ایف)

حیاتیاتی تنوع

Bio Diversity

کیا ہے؟

حیاتیاتی تنوع' جینیاتی خصوصیات' انواع اور ماحولیاتی نظاموں کے مکمل مجموعے کا نام ہے۔ جیسے جیسے ارتقاء نئی انواع کو جنم دیتا ہے اور نئے ماحولیاتی حالات دیگر انواع کو معدوم کرتے ہیں حیاتیاتی تنوع بھی تبدیل ہوتا رہتا ہے۔ موجودہ دور میں انسانی سرگرمیاں مخلوقوں کے گھٹنے اور معدوم ہونے کے عمل کو تیز کر رہی ہیں اور ارتقاء کے حالات کو تبدیل کر رہی ہیں اور یہ معاملہ خاصی تشویش کا موجب ہے۔ اصولی طور پر حیاتیاتی تنوع کا تحفظ کیا جانا چاہئے کیونکہ تمام انواع احترام کی مستحق ہیں قطع نظر اس کے کہ انسانیت کے لئے یہ کس حد تک کار آمد ہیں اور یہ کہ تمام انواع ہماری زندگی کو برقرار رکھنے والے نظام کا جزو ہیں۔

کروڑوں سالوں میں ارتقاء کے مراحل سے گزرنے والے پودوں اور جانوروں نے اس سیارے کو زندگی کی ان شکلوں کے قیام کے لئے موزوں بنایا ہے جن سے آج ہم واقف ہیں یہ کہ زمین کے کیمیاوی توازن کو قائم رکھنے میں مدد دیتے ہیں اور آب و ہوا کو مستحکم کرتے ہیں یہ ین دھاروں کا تحفظ اور مٹی کی تجدید کرتے ہیں ابھی ہم نے ان کے اس کردار کو سمجھنے کی کوشش کا آغاز ہی کیا ہے اور ابھی ہم مختلف ماحولیاتی نظاموں یا ان میں شامل انواع کی نسبتا اہمیت سے بہت کم واقف ہیں تمام معاشرے چاہے وہ شہری ہوں یا دیہی' صنعتی ہوں یا غیر صنعتی' مسلسل اپنی تبدیل ہوتی ہوئی ضروریات کے لئے ماحولیاتی نظاموں' انواع اور جینیاتی تنوع پر انحصار کرتے ہیں یہ اس تمام حیاتیاتی دولت کا سرچشمہ ہیں جو ہماری تمام تر غذا' زیادہ تر خام مال' اشیاء اور خدمات کی وسیع تعداد اور زراعت' دوا سازی اور صنعتوں کے لئے جینیاتی اجزاء فراہم کرتے ہیں جن کی سالانہ مالیت اربوں ڈالر تک پہنچتی ہے۔

ہوشمندی کا تقاضہ ہے کہ ہم زیادہ سے زیادہ تنوع قائم رکھیں لیکن ۶۵ ملین سال قبل ڈائنو سارس کے معدوم ہونے کے بعد سے آج فطری تنوع کو سب سے زیادہ خطرہ لاحق ہے۔ زوال کا یہ رجحان بڑھتا جارہا ہے کیونکہ زیادہ سے زیادہ فطری مسکن انسانی استعمال میں لائے جارہے ہیں اگرچہ ہم ابھی تک یقینی طور پر نہیں جانتے کہ زمین پر کتنی انواع وجود رکھتی ہیں لیکن بعض ماہرین نے حساب لگایا ہے کہ اگر موجود رجحانات جاری رہے تو دنیا کی ۲۵ فیصد تک انواع اگلی صدی کے وسط تک یا تو معدوم ہوجائیں گی یا بہت تھوڑی تعداد میں باقی رہ پائیں گی۔ دیگر بہت سی انواع بھی اپنے جینیاتی تنوع کے ایک خاطر خواہ جزو سے محروم ہو رہی ہیں۔

سب سے زیادہ خطرے سے دوچار ماحولیاتی نظام جو کہ بہت مختصر طور پر اپنی قدرتی حالت میں برقرار رہ گئے ہیں ان میں میٹھے پانی کے ذخائر' نم آلود خطے' مونگے کی چٹانیں' سمندری جزائر' بحیرہ روم کی آب و ہوا والے علاقے' معتدل خطوں کے بارش والے جنگلات اور گھاس کے میدان' گرم سیر خطوں کے خشک اور مرطوب جنگلات شامل ہیں چونکہ گرم سیر مرطوب جنگلات دنیا میں سب سے زیادہ انواع کا مسکن ہیں اس لئے ان جنگلات کی تباہی سب سے زیادہ نقصان کا سبب بنے گی۔

(کرہ زمین کی نگہداشت۔ زندگی کی بقا کے لئے حکمت عملی)

این جی او کالم

کیا آپ یا آپ کی تنظیم جاری ترقیاتی عمل یا ماحول کو بہتر بنانے یا ماحول کو مزید تباہی سے بچانے کے لئے کچھ کر رہے ہیں؟ اگر ایسا ہے تو براہ کرم ہمیں ان کے متعلق اطلاعات ارسال کیجئے تاکہ ہم ان کی اشاعت کر سکیں۔

ایک درخت لگائیے

کرہ ارض کا درجہ حرارت بلند ہونے کی مساوات میں درخت ایک بہت خصوصی اور اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ درختوں کا اگنا وہ واحد عمل ہے جو فی الواقع فضا میں کاربن ڈائی آکسائیڈ کو کم کرتا ہے۔ درخت اگانا گرین ہاؤس اثر کا مقابلہ کرنے کا ایک موثر طریقہ ہے۔

یاد رکھئے

- ☆ ایک اوسط پاکستانی سال میں سات درخت استعمال کرتا ہے۔
- ☆ کاربن ڈائی آکسائیڈ جذب کرکے پودے گرین ہاؤس اثر کم کرتے ہیں۔
- ☆ کسی درخت کا خاتمہ کاربن ڈائی آکسائیڈ کے انجذاب کو کم کرتا ہے بلکہ درخت میں محفوظ کاربن ڈائی آکسائیڈ بھی دوبارہ فضا میں شامل ہوجاتی ہے۔
- ☆ سایہ اور مرطوب ٹھنڈک فراہم کرکے بھی درخت مقامی درجہ حرارت پر اثر انداز ہوتے ہیں۔
- ☆ ہر سال ۱۷ ملین ایکڑ پر مشتمل سیر خطوں کے بارش والے جنگلات تباہ ہوجاتے ہیں۔
- ☆ درخت لگانے سے زمین کٹنے اور صحرا بننے کا عمل کنٹرول میں رہتا ہے۔
- ☆ ہر چار میں سے ایک دوا درختوں سے حاصل ہوتی ہے۔

آپ کیا کرسکتے ہیں

اگر آپ کوئی درخت لگانا چاہتے ہیں تو کسی مقامی نرسری یا ہارٹی کلچرل سوسائٹی سے رجوع کریں۔

- اپنے دوستوں سے بات کریں اور ان کے ساتھ مل کر درخت لگانے کی اجتماعی مہم چلائیں۔

اگر ایک لاکھ افراد میں سے ہر شخص اس سال درخت لگائے تو یہ درخت سالانہ لاکھوں پاؤنڈ کاربن ڈائی آکسائیڈ جذب کریں۔ یہی لوگ اگر ۲۰۰۰ء تک ہر سال ایک درخت لگاتے رہیں تو یہ تمام درخت ۲۰۰۰ میں ۱۵ ملین پاؤنڈ سے زیادہ کاربن ڈائی آکسائیڈ جذب کریں گے۔

تحریر: ڈاکٹر ریحان طیب